ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

نبی کریم ﷺ کے تجارتی اسفار کے سماجی اثرات: ایک تحلیلی مطالعہ

The Social Impacts of the Commercial Travels of Prophet Muhammad (PBUH): An Analytical Study

Dr. Ahmad*
Green International University, Lahore.
*Email of corresponding author: dr.ahmad@giu.edu.pk

Muhammad Arshad Mehmood
M. Phil Scholar, Green International University, Lahore. Email: earshad975@gmail.com

Received: 12/7/2026 **Peer-reviewed:** 8/8/2026 **Accepted:** 1/9/2026
Article Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/article/view/4782

Abstract:
This research presents an analytical study of the commercial travels of Prophet Muhammad (PBUH) and evaluates their profound socio-domestic impacts along with their historical context. Due to the economic conditions of the Arabian Peninsula, commerce served as a vital pillar of sustenance, prompting the Prophet (PBUH) to undertake significant trade journeys. This paper explores how his exceptional honesty, trustworthiness, and financial rectitude during these travels directly laid the foundation for his blessed marriage to Khadijah (R.A). It further analyzes the socio-economic dimension of his domestic life, particularly the fulfillment of marital obligations and the payment of dower as a model of financial independence and integrity. The study also evaluates the expansion of familial ties and the enhanced commercial prestige brought to the Banu Hashim clan through his impeccable reputation as the Truthful and the Trustworthy. A key academic finding of this paper is that the Prophet's early economic endeavors not only stabilized his family structure but also cultivated an enduring ethical framework for financial dealings that reshaped Arab society. Methodologically, this study employs historical, descriptive, and analytical approaches to illuminate the far-reaching social impacts of the Prophet's commercial life.

Keywords: Analytical Study, Banu Hashim, Commercial Travels, Domestic Life, Khadijah (R.A), Prophet Muhammad (PBUH), Social Impacts

تعارف

نبی کریم ﷺ کے تجارتی اسفار کے کئی جہات سے اثرات مرتب ہوئے جن میں سرِ فہرست آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کی بنیاد ہے اور یہ بہت خوشگوار آغاز ثابت ہوا۔ حضورِ انور ﷺ کی خانگی زندگی کا بابرکت آغاز محض ایک معاشرتی قدم نہیں تھا بلکہ یہ ان کاروباری اسفار کا لاجواب نتیجہ تھا جس نے آپ ﷺ کے بلند کردار کی سچائی کو ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے پوری طرح ظاہر کر دیا تھا۔ سوداگری کا میدان جہاں عام طور پر دنیاوی فائدے اور نفع کمانے کی دوڑ کا راج ہوتا ہے وہاں آپ ﷺ نے سچائی اور امانت داری کی وہ بے مثل مثالیں قائم فرمائیں جنہوں نے مکہ مکرمہ کی اس ذی عزت خاتون کو آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کی طرف متوجہ کیا اور یہی وہ اعلیٰ اخلاقی برتری تھی جو اس پاکیزہ بندھن کا بنیادی سبب بنی۔ یہ ازدواجی تعلق اس حقیقت کا کھلا ثبوت ہے کہ جب کسی بھی انسانی مصلحت کی بنیاد پاکیزگی اور سچائی پر رکھی جائے تو اس کے ثمرات صرف انسان کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہتے بلکہ پوری کائنات کے لیے بہت بڑی برکت کا سبب بنتے ہیں اور اس طرح آپ ﷺ کے معاشی دوروں نے ایک بہترین خاندانی نظام کے لیے وہ سماجی بنیاد فراہم کی جو ہمیشہ کے لیے پوری دنیا کے واسطے ایک روشن راستہ ہے۔

اگرچہ نبی کریم ﷺ کے تجارتی اسفار کے حوالے سے سابقہ ادب میں رفعت ناز کا یونیورسٹی آف فیصل آباد سے 2006ء کا ایم فل کا تحقیقی مقالہ ہے، جو ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی کے زیرِ نگرانی لکھا گیا اور جس کا عنوان "قریش کے تجارتی اسفار اور ان میں رسول اللہ ﷺ کا کردار" ہے، ایک نمایاں علمی کوشش ہے۔ تاہم، سابقہ تحقیقات میں زیادہ تر توجہ سیرتِ طیبہ کے پہلو یا عام سفری احوال تک محدود رہی ہے۔ موجودہ علمی دنیا میں آپ ﷺ کے ان تجارتی دوروں کے خاص طور پر خاندانی نظام اور سماجی اثرات پر پڑنے والے براہِ راست اثرات کا ایسا جامع مطالعہ مفقود ہے جو ان اسفار کے تمدنی اور خانگی پہلوؤں کو واضح کر سکے۔ چنانچہ سابقہ تحقیقات میں موجود اسی فکری و تحقیقی خلا کو پُر کرنا اس مقالے کا بنیادی مقصد ہے تاکہ آپ ﷺ کی معاشی جدوجہد کے نتیجے میں ابھرنے والے ان سماجی اثرات کا ایک محققانہ خاکہ پیش کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے زیرِ نظر تحقیق میں بنیادی طور پر تاریخی، توصیفی، اور تحلیلی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے، تاکہ حقائق کا گہرائی سے جائزہ لے کر علمی نتائج اخذ کیے جا سکیں اور کام کی ثقاہت برقرار رہے۔

ازدواجی زندگی کا خوشگوار آغاز

حضورِ انور ﷺ کی خانگی زندگی کا بابرکت آغاز محض ایک معاشرتی قدم نہیں تھا بلکہ یہ ان کاروباری اسفار کا لاجواب نتیجہ تھا جس نے آپ ﷺ کے بلند کردار کی سچائی کو ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے پوری طرح ظاہر کر دیا تھا سوداگری کا میدان جہاں عام طور پر دنیاوی فائدے اور نفع کمانے کی دوڑ کا راج ہوتا ہے وہاں آپ ﷺ نے سچائی اور امانت داری کی وہ بے مثل مثالیں قائم فرمائیں جنہوں نے مکہ مکرمہ کی اس ذی عزت خاتون کو آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کی طرف متوجہ کیا اور یہی وہ اعلیٰ اخلاقی برتری تھی جو اس پاکیزہ بندھن کا بنیادی سبب بنی یہ ازدواجی تعلق اس حقیقت کا کھلا ثبوت ہے کہ جب کسی بھی انسانی مصلحت کی بنیاد پاکیزگی اور سچائی پر رکھی جائے تو اس کے ثمرات صرف انسان کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہتے بلکہ پوری کائنات کے لیے بہت بڑی برکت کا سبب بنتے ہیں اور اس طرح آپ ﷺ کے معاشی دوروں نے ایک بہترین خاندانی نظام کے لیے وہ سماجی بنیاد فراہم کی جو ہمیشہ کے لیے پوری دنیا کے واسطے ایک روشن راستہ ہے۔

جب یہ نکاح ہوا تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس اور حضرت خدیجہ چالیس برس کی تھیں، واقعہ اصحاب فیل سے وہ پندرہ برس پہلے پیدا ہو چکی تھیں۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ کے چچا عمرو بن اسد نے کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد حرب فجار سے پہلے مر چکے تھے۔ عمرو اس وقت بہت ضعیف ہو چکے تھے اور اس وقت اسد کے صلب سے سوائے عمرو کے اور کوئی اولاد نہ تھی۔[1]

ملکِ شام کے نفع بخش کاروباری دورے سے واپسی پر آپ ﷺ کی بے مثل فہم و فراست اور پاکیزہ اطوار نے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ ﷺ کی عزت اور مرتبے کو اس حد تک بڑھا دیا کہ انہوں نے خود آگے بڑھ کر شادی کا پیغام بھجوانے کو زیادہ بہتر سمجھا، جو آپ ﷺ کی تجارتی امانت پر ایک بین ثبوت تھا۔ نکاح کے اس مرحلے پر مادی وسائل کی قلت کسی طور پر بھی حائل نہ ہو سکی کیونکہ اس مقدس رشتے کا دارومدار دنیوی جاہ و حشم پر نہیں بلکہ باہمی اعتماد، روحانی یکجہتی اور ان بلند پایہ اخلاقی اقدار پر تھا جو ان تجارتی اسفار کے دوران نکھر کر سامنے آئی تھیں۔ عمرو بن اسد جیسے قبائلی بزرگ کا یہ کہنا کہ اس نکاح پر کوئی نکتہ چینی ممکن نہیں، دراصل حضورِ اکرم ﷺ کے اس بے مثل اور صاف ستھرے کردار کی پکی گواہی تھی جس نے پورے عرب تمدن کے اندر آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو ایک خاص اور بلند مرتبہ بخش دیا تھا مختصر یہ کہ یہ خاندانی اور سماجی ثمرات اصل میں آپ ﷺ کی ان معاشی فتوحات اور کاروباری کامیابیوں کا ہی اصل نچوڑ ہیں، جن کے ذریعے آپ ﷺ نے نہ صرف اپنی سماجی زندگی کو مستحکم کیا بلکہ نبوت کے بعد ایک ایسے مثالی اسلامی گھرانے کی بنیاد رکھی جہاں محبت، دیانت اور دینی مقاصد کو مادی مفادات پر فوقیت حاصل تھی۔

آپ ﷺ کا یہ ازدواجی رشتہ ایک ایسی خاتون سے قائم ہوا جو اپنی صفات میں یکتا اور حسن و کردار میں بے مثال تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت نہ صرف عرب میں سب سے زیادہ توانا اور کامیاب تھی، بلکہ آپ کی شخصیت کی بدولت اسے معاشرے میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ جب آپ ﷺ کا ان سے رشتہ قائم ہوا تو یہ محض ایک گھریلو تعلق نہیں تھا، بلکہ ایک ایسی رفاقت کا آغاز تھا جس کے اثرات اسلام کی تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔ آپ کی تجارت کے نفع کا مال بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کی تائید اور دینِ متین کی ترویج کے لیے ایک مضبوط مالی ڈھال بنا۔ آپ نے سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حاصل کیا اور اپنا سب کچھ اللہ کے رسول ﷺ اور اشاعتِ اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ یہ رشتہ انسانیت کی تاریخ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب سچائی اور پاکیزہ کردار ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو باری تعالیٰ کامیابی کے ایسے راستے پیدا فرما دیتا ہے، جو دین کی سربلندی کا باعث بنتی ہیں۔ اس رفاقت نے معاشرتی سطح پر اس حقیقت کو آشکار کیا کہ ایک باوفا شریکِ حیات کس طرح دعوتِ حق کے کٹھن مراحل میں ایک قلعے کی مانند ثابت ہوتا ہے۔[2]

مہر اور دیگر مالی ذمہ داریوں کی ادائیگی

خانگی تعلقات میں معاشی سچائی اور اپنے فرائض کو پورا کرنا نہایت لازم ہے اس کا سب سے بہترین نمونہ حضورِ پاک ﷺ کی پاکیزہ زندگی سے حاصل ہوتا ہے یہ کاروباری دورے صرف دنیاوی مال و دولت اکٹھا کرنے کا سبب نہیں تھے بلکہ ان کے بیچ آپ ﷺ

[1] محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ترجمہ: علامہ عبد اللہ العمادی، نفیس اکیڈمی، کراچی، 1971ء، ج:1، ص:188۔

[2] مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، دارالسلام، لاہور، 2011ء، ص:106۔

نے جس راست بازی اور سچائی کو برقرار رکھا اس نے آپ ﷺ کے مزاجِ مبارک میں معاشی خود مختاری اور ذمہ داری کو نبھانے کا ایک ایسا جذبہ پیدا فرمادیا جس کی جھلک آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کی شروعات میں بالکل صاف دکھائی دیتی ہے۔ نکاح کے وقت مہر اور دیگر مالی ذمہ داریوں کو ایک دیانت دار تاجر کی طرح احسن طریقے سے ادا کرنا اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ جب کسی فرد کے کسبِ معاش میں اخلاقی برتری شامل ہو جائے، تو اس کی خاندانی زندگی بھی ایک مستحکم اور باوقار بنیاد پر استوار ہوتی ہے، جو معاشرے کے لیے ایک قابلِ تقلید مثال بن جاتی ہے۔

علامہ ابنِ ہشام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح اور اس میں ادا کردہ مہر کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ، وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ ذَلِكَ قَبْلَ الْوَحْيِ۔ وَكَانَ قَدْ أَصْدَقَهَا عِشْرِينَ بَكْرَةً "[3]

"پھر انہوں نے آپ ﷺ کا رشتہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جوڑ دیا اور حضورِ انور ﷺ نے ان کے ساتھ عقد فرمایا یہ واقعہ پہلی وحی کے نازل ہونے سے قبل کا ہے اور آپ ﷺ نے ان کے حقِ مہر کے طور پر بیس اونٹنیاں ادا فرمائی تھیں۔"

آپ ﷺ نے اپنی ازدواجی زندگی کی ابتداء جس مالی ذمہ داری اور خلوصِ نیت کے ساتھ کی، وہ آپ ﷺ کی اس معاشی کامیابی کی غمازی کرتا ہے جو آپ ﷺ نے تجارت کے میدان میں اپنی سچائی کے ذریعے حاصل کی تھی۔ مہر کے طور پر اونٹنیوں کی ادائیگی اس دور کے عرب معاشرے میں ایک معتبر مالی اثاثہ تھا، جو آپ ﷺ کی اس معاشی آزادی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی پاکیزہ اور حلال روزی کے ذریعے خانگی زندگی کا آغاز فرمایا یہ طرزِ عمل اس سچائی کو پوری طرح واضح کرتا ہے کہ ایک کامیاب تاجر وہ ہے جو اپنے مالی فرائض کو محض بوجھ نہیں بلکہ اخلاقی و سماجی ضرورت سمجھ کر ادا کرے، جس سے خاندانی رشتوں میں اعتماد اور استحکام کی وہ فضا قائم ہوتی ہے جو معاشرتی فلاح کی ضامن بنتی ہے۔

تجارت انسان کو خود کفیل بناتی ہے، بلکہ اس سے قوم بھی اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ حجاز کے تاجر ابورافع کی تجارتی اجارہ داری کو ختم کرنے والے سب سے پہلی کاروباری شخصیت حضرت عبد الرحمن بن عوف کی تھی۔ انہوں نے بتدریج اس کے تمام غلط اور ناجائز تجارتی ہتھکنڈوں کا قلع قمع کیا اور اس کے معاشی اثر ورسوخ کو کمزور کر دیا۔ مدینہ منورہ آمد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک نہایت دوررس فیصلہ فرماتے ہوئے مسجد نبوی کے بالکل قریب ہی ایک نئی تجارتی منڈی کی بنیاد رکھی۔ اس متبادل بازار کو قائم کرنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو اپنی آزادانہ کاروباری سرگرمیوں کے لیے ایک الگ پلیٹ فارم مل جائے اور یہودیوں کی معاشی شرارتوں اور ان کے بلاشرکتِ غیرے مالیاتی کنٹرول سے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے نجات مل سکے۔ مادی دنیا کے حوالے سے بھی حضرت عبد الرحمن بن عوف کا معاشرتی مرتبہ بہت بلند اور نمایاں تھا۔ وہ ایک انتہائی معزز اور باوقار شخصیت کے مالک تھے جنہیں باری تعالیٰ نے مادی نعمتوں اور دولت سے نوازنے کے ساتھ ساتھ کاروباری دنیا کی غیر معمولی بصیرت اور مہارت سے بھی مالا مال فرمایا تھا۔[4]

---

[3] ابن هشام، عبد الملك بن هشام، السيرة النبوية، مكتبه دار التراث، قاہرہ، 1995م، ج: 1، ص: 189۔

[4] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ص: 423۔

خاندانی روابط اور قرابت داریوں میں وسعت

آپ ﷺ کے تجارتی اسفار کی وجہ سے خاندانی اثرات میں سے اہم پہلو خاندانی روابط کا فروغ اور قرابت داریوں میں پیدا ہونے والی غیر معمولی وسعت ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی تجارت صرف مالی منفعت کا ذریعہ نہیں تھی بلکہ یہ صلہ رحمی اور خاندانی وقار کا تحفظ تھا۔ آپ ﷺ کی بچپن ہی سے الصادق اور الامین کے طور پر مسلمہ حیثیت نے نہ صرف قریبی رشتہ داروں بلکہ دور کے قرابت داروں میں بھی آپ ﷺ کے تئیں بے پناہ اعتماد پیدا کیا، جس کی بدولت خاندان کے افراد آپ ﷺ کی معیت میں تجارتی شراکت داری باعثِ فخر سمجھتے تھے۔

جب آپ ﷺ مکہ واپس آئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ سے آپ ﷺ کے امانت و شرافت کے اوصاف اور ان برکات کا حال سنا جو اس سفر میں ظاہر ہوئی تھیں، تو انہیں اپنی اس گم گشتہ متاع کا سراغ مل گیا جس کی انہیں عرصہ سے تلاش تھی۔ انہوں نے فوراً اپنی ایک سہیلی نفیسہ بنت منیہ کے ذریعے آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس کا ذکر اپنے چچاؤں سے کیا، تو انہوں نے اسے پسند کیا اور اس رشتے کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد کے پاس گئے۔[5] آپ ﷺ نے رشتہ داروں سے حسنِ سلوک اور عدل و انصاف کو اختیار فرمایا، اور تجارت کے دوران کبھی کسی عزیز کے حق کی تلفی نہیں ہونے دی، جس نے خاندان کے اندر باہمی محبت اور یگانگت کی ایسی فضا قائم کی جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ یہی وہ نبوی اسلوب تھا جس نے ثابت کیا کہ دیانت دارانہ تجارتی معاملات کس طرح بکھرے ہوئے خاندانی روابط کو دوبارہ استوار کر سکتے ہیں اور باہمی اعتماد کو ایک پائیدار سماجی رشتے میں بدل سکتے ہیں۔

ان تجارتی اسفار کے نتیجے میں نئے سماجی رشتوں کا قیام اور قرابت داریوں کے دائرے میں وسعت پیدا ہوئی جس کا سب سے عظیم ثمرہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کے مبارک نکاح کی صورت میں سامنے آیا۔ آپ ﷺ کی تجارتی امانت اور حسنِ معاملہ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اس حد تک متاثر کیا کہ یہ تجارتی تعلق ایک مضبوط اور دائمی خاندانی رشتے میں تبدیل ہو گیا، جس نے یہ واضح کیا کہ شفاف تجارت رشتہ داریوں کو مستحکم کرنے کا ایک موثر وسیلہ ہے۔

آپ ﷺ کی تجارت نے کئی قبائل اور خاندانوں کے درمیان ایک ایسا سماجی پل تعمیر کیا جس نے قدیم دشمنیوں کو بھائی چارے اور باہمی تعاون میں بدل دیا اور خاندان کے افراد کو ایک دوسرے کے مشکل وقت میں کام آنے کا سلیقہ سکھایا۔ اس طرح تجارت نے صرف معاشی استحکام ہی نہیں بخشا بلکہ خاندانی نظام کو ایک ایسی وسعت اور گہرائی عطا کی جہاں رشتوں کا توازن عقل و فہم اور اخلاق کی بنیاد پر نبھایا جانے لگا۔ المختصر یہ کہ نبی کریم ﷺ کی تجارت اور سفر ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ کاروبار کو خاندان کی ساکھ، شرف اور رشتہ داریوں کو فروغ دینے کے لیے کس طرح استعمال کیا جانا چاہیے تاکہ معاشرہ اخلاقی اور سماجی طور پر مربوط اور مستحکم رہے۔

خاندانی معیشت کا استحکام اور ترقی

رسولِ مقبول ﷺ کے معاشی دوروں کے خانگی زندگی پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ یہ بات صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے بچپن کے زمانے ہی سے انتھک محنت اور مشقت کے ذریعے اپنے گھرانے کی مالی حالت کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی بنیاد رکھی

[5] الرحیق المختوم، ص:116۔

آپ ﷺ کے پرورش کنندہ اور نگہبان حضرت ابو طالب کے مالی حالات اگرچہ زیادہ اچھے نہیں تھے اور بال بچوں کی کثرت نے اس معاشی بوجھ کو اور زیادہ بھاری کر دیا تھا مگر آپ ﷺ نے صرف نو دس برس کی عمر مبارک میں ہی دوسرے لوگوں کے مویشی معاوضے پر چرا کر اپنے محترم چچا کا ہاتھ بٹانا شروع فرما دیا یہ کام محض ایک مالی سرگرمی نہیں تھا بلکہ اس نے خانگی نظام کے اندر ایک ایسی پائیداری پیدا کی جس نے یہ سچائی ثابت کر دی کہ خاندان کی عزت محنت کرنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے میں چھپی ہوئی ہے امام بخاری نے اپنی مستند کتاب صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا باری تعالیٰ نے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں یہ فرمانِ مبارک اس حقیقت کو پوری طرح واضح کرتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا یہ معاشی جدوجہد والا رخ اصل میں خانگی کفالت اور پاکیزہ روزی کی اہمیت کو دنیا کے سامنے لانے کے لیے تھا۔

گھرانے کی معاشی حالت کی بہتری کا یہ خوبصورت سلسلہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں آگے چل کر کاروبار کی شکل میں مزید نکھر کر سامنے آیا جس نے پورے خاندان کو مالی تنگی سے نکال کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا راستہ دکھایا آپ ﷺ نے جب اپنے ساتھیوں کے پوچھنے پر مویشی چرانے کا اقرار فرمایا تو اس سے یہ عام پیغام ملا کہ کسی بھی جائز کام کو چھوٹا یا ذلیل نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ سچائی کے ساتھ کی گئی معمولی سی محنت بھی خاندان کے معاشی ڈھانچے کو مضبوط کر دیتی ہے تجارت کے ان دوروں نے آپ ﷺ کو وہ معاشی سمجھ بوجھ عطا فرمائی جس نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کے گھرانے کی مالی حالت کو ہمیشہ کے لیے مستحکم کر دیا اور دوسرے تمام قبیلوں کے سامنے یہ اعلیٰ مثال پیش کی کہ مالی تنگی کا واحد حل مسلسل کوشش اور امانت داری کے اندر ہی پوشیدہ ہے مختصر یہ کہ خانگی معیشت کا یہ تدریجی پھیلاؤ حضورِ پاک ﷺ کی ذاتی عظمتِ کردار کا منہ بولتا ثبوت ہے جس نے یہ بات ثابت کر دی کہ ذمہ دارانہ معاشی طرزِ عمل نہ صرف گھرانے کو مالی بحران سے بچاتا ہے بلکہ اسے تمدن کے اندر ایک نہایت معزز اور بلند مرتبہ بھی بخشتا ہے۔

حضورِ انور ﷺ مویشیوں کے دودھ کا کچھ حصہ اپنی اجرت کے طور پر حاصل فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ اس دودھ کو محترم چچا حضرت ابو طالب کے اہل و عیال کے ساتھ مل کر بطورِ غذا استعمال فرماتے تھے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد پاک ہے:

((كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ۔))[6]

"میں بھی قراریط کے عوض اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔"

قراریط کا مطلب بتاتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں ابراہیم حربی کے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ قراریط دراصل ایک جگہ کا نام ہے جو اجیاد کے گردونواح میں واقع تھا۔ قبیلہ قریش کا نسل در نسل منتقل ہونے والا بنیادی ذریعہ معاش سوداگری ہی تھا۔ قریش مکہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ یمن کے ساحلی مراکز پر مشرق اور مشرقِ بعید کے خطوں سے لائے گئے تجارتی سامان کو اپنے قبضے میں لیتے اور پھر اسے شام کے بازاروں تک منتقل کرتے تھے، اور وہاں سے وہ یونان، فلسطین، مصر اور دیگر مغربی ریاستوں سے

[6] البخاری، محمد بن اسمٰعیل بن ابرہیم، الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ و سننہ و ایامہ، کتاب الإجارۃ، باب رعي الغنم علی قراريط، رقم الحديث: 2262۔

آئی ہوئی مصنوعات کو خرید کر دوبارہ یمن کی بندر گاہوں تک پہنچا دیتے تھے، تاکہ اس مال کو آگے مشرقی دنیا کے ممالک کی طرف بر آمد کیا جا سکے۔[7]

جب حضورِ اکرم ﷺ کی عمرِ مبارک بارہ برس کے آس پاس ہوئی تو محترم چچا حضرت ابو طالب نے اپنے معاشی کاموں کی خاطر ملکِ شام کے دورے کا سامان تیار کرنا شروع کر دیا علامہ ابنِ خلدون نے آپ ﷺ کی اس عمر کے متعلق تیرہ سال کی روایت کے دو الگ اقوال اپنی کتاب میں درج کیے ہیں۔[8]

حضور ﷺ کو حضرت ابو طالب کے ساتھ رہتے ہوئے تقریباً چار سال گزر گئے اور آپ ﷺ بارہ سال کی عمر مبارک ہو گئی۔ دستور عرب کے مطابق حضرت ابو طالب نے تجارت کے لئے رخت سفر باندھا تو اس سال آپ بھی تیار ہو گئے اور ساتھ جانے کے لئے اصرار کیا حضرت ابو طالب کو کسی حالت میں بھی آپ کی دل شکنی گوارا نہ تھی ویسے بھی اب آپ ﷺ نوجوان تھے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر سکتے تھے اس لئے حضرت ابو طالب نے اجازت دے دی۔ آپ ﷺ قافلہ کے ہمراہ ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ ملک سے باہر کا پہلا سفر تھا نو عمری میں تجارت کی غرض سے ہوا۔

اس تجارتی سفر کے باعث بلاشبہ آپ ﷺ کی بصیرت، تجربوں اور معلومات میں بہت زیادہ وسعت پیدا ہوئی۔ جب یہ تجارتی قافلہ شام کی حدود میں واقع حوران کے ایک چھوٹے سے قصبے بصریٰ کے مقام پر پہنچا تو وہاں کچھ وقت کے لیے رک گیا۔ ماضی میں بھی تجارتی راستوں پر سفر کرنے والے کاروانوں کا یہی مستقل طریقہ ہوا کرتا تھا کہ وہ جب بھی اس راستے سے گزرا کرتے تو ستانے کے لیے اسی جگہ پڑاؤ ڈالا کرتے تھے۔[9]

جب حضور پاک ﷺ کی عمرِ مبارک قریباً بارہ سال ہوئی تو آپ ﷺ کے مہربان چچا حضرت ابو طالب نے قریش کے ایک کاروباری کاروان کے ہمراہ ملکِ شام جانے کا رختِ سفر باندھا طویل راستے کی تھکن اور سفر کی سختیاں دیکھ کر حضرت ابو طالب کا پہلا ارادہ یہی تھا کہ آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں ہی ٹھہرنے دیں اور اس کٹھن سفر میں اپنے ساتھ نہ لے جائیں مگر جب قافلے کی روانگی کا وقت آیا تو رسولِ مقبول ﷺ اپنے شفیق چچا سے الگ ہونے کا دکھ سہہ نہ پائے اور آبدیدہ ہو کر حضرت ابو طالب کی اونٹنی کی رسی پکڑ لی آپ ﷺ نے نہایت غم زدہ اور دل گداز انداز میں اپنے چچا سے عرض کیا کہ اے پیارے چچا جان آپ مجھے اس ویرانے میں کس کے آسرا چھوڑ کر جا رہے ہیں میرا تو یہاں نہ کوئی والد ہے اور نہ کوئی والدہ ظاہر ہے۔ آپ ﷺ کے ان الفاظ نے حضرت ابو طالب کے دل پر گہرا اثر کیا اور ان پر رقت طاری ہو گئی۔ انہوں نے اشکبار آنکھوں کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے یتیم بھتیجے کو ہرگز تنہا نہیں چھوڑیں گے اور انہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت ابو طالب نے بعد ازاں اپنی ایک طویل اور مشہور نظم میں اس رقت آمیز منظر اور سفر شام کے واقعات کی بڑی خوبصورت عکاسی کی ہے، جس کے چند اشعار اس جذباتی لمحے کی ترجمانی کرتے ہیں:

"بکی حذنا والعیس قد فصلت بنا
وامسکت بالکفین فضل زمامی

[7] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2021ء، ج:2، ص:106۔

[8] ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد بن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، مترجم: مولانا راغب رحمانی، نفیس اکیڈمی، کراچی، 2003ء، ج:2، ص:712۔

[9] القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، سیرۃ الرسول ﷺ، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ج:3، ص:37۔

ذکرت اباہ ثم رقرقت عبرۃ

تجود من العینین ذات سجام-"[10]

"جب کارواں روانہ ہونے لگا اور میں نے لٹکی ہوئی مہار تھامی تو وہ رو پڑا۔ اس وقت مجھے اس کا باپ یاد آ گیا اور میری آنکھوں سے بھی مسلسل آنسو برسنے لگے۔"

حضرت ابو طالب نے مزید کہا کہ میں اپنے بھتیجے کو ضرور ساتھ لے جاؤں گا، اور آئندہ ہم ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں نا ہوں گے۔ چنانچہ آپ بھی چچا کے ہمسفر ہو گئے۔ رسولِ مقبول ﷺ کی حیاتِ طیبہ انسانی زندگی کے ہر ایک میدان میں مکمل ہدایت کا راستہ دکھاتی ہے آپ ﷺ کا کاروباری دور نہ صرف سچائی امانت داری اور راست بازی کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا بلکہ اس نے گھرانے کی مالی حالت کو مضبوط اور مستحکم کرنے میں بھی بہت بڑا کردار ادا کیا حضورِ پاک ﷺ نے اپنے نوجوانی کے زمانے میں کاروبار کو خانگی معیشت کی پائیداری کے لیے ایک بڑا ذریعہ معاش بنایا آپ ﷺ کی بے داغ امانت داری سچائی اور شاندار معاملے فہمی نے آپ ﷺ کو پورے تمدن کے اندر ایک معزز اور بھروسے کے لائق تاجر کے طور پر متعارف کروایا یہی اوصاف آگے چل کر خاندانی معیشت کی مضبوطی کی اصل وجہ بنے۔

جب معاشی معاملات کے اندر بھروسہ قائم ہو جائے تو روزی میں برکت اور مستقل مزاجی پیدا ہوتی ہے آپ ﷺ نے ہمیشہ صرف حلال طریقوں سے مال کمایا اور دنیا کو بھی اسی بات کی نصیحت فرمائی کہ انسان کو پوری ایمانداری کے ساتھ سخت محنت کرنی چاہیے حلال کمائی خانگی نظام کو پائیدار بناتی ہے کیونکہ اس کے اندر قلبی سکون اطمینان اور الٰہی برکت شامل ہوتی ہے آپ ﷺ کے کاروبار میں کبھی بھی فریب جھوٹ یا ناجائز نفع خوری کا نام و نشان تک نہ تھا جس کی بدولت آپ ﷺ کی کمائی بالکل پاکیزہ اور بابرکت تھی۔

حضورِ انور ﷺ نے نہ صرف خود مشقت اٹھائی بلکہ اپنے اہل و عیال کی پرورش بھی بہت شاندار طریقے سے فرمائی آپ ﷺ نے یہ عملی نمونہ پیش کیا کہ ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بال بچوں کی ضرورتیں پوری کرے اور انہیں محفوظ اور پر سکون زندگی مہیا کرے اس طرزِ عمل سے خانگی معیشت کو طاقت ملتی ہے اور معاشرے میں اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہونے کا رجحان بڑھتا ہے۔

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کا کاروباری گٹھ جوڑ بھی خانگی معیشت کی ترقی کا ایک روشن ترین ثبوت ہے آپ ﷺ نے اپنی لاجواب دیانت داری سے اس کاروبار کو بہت زیادہ پھیلایا اور یہی معاشی شراکت داری بعد میں ایک پائیدار تمدنی اور ازدواجی رشتے کی شکل اختیار کر گئی اس واقعے سے دنیا کو یہ سبق ملتا ہے کہ آپسی بھروسہ اور سچائی خاندانی خوشحالی کے لیے بہت زیادہ ضروری ہیں اس کے علاوہ آپ ﷺ نے روپے پیسے کے استعمال میں ہمیشہ میانہ روی اور درمیانہ راستہ اختیار کرنے کا درس دیا آپ ﷺ نہ تو بے جا اسراف فرماتے تھے اور نہ ہی کبھی تنگی کا رویہ اپنایا کرتے تھے یہ معاشی توازن خاندانی بجٹ کو درست رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے آپ ﷺ کے ارشادات ہمیں یہ بات بھی سکھاتے ہیں کہ کاروبار میں انصاف عہد کی پابندی عدل اور دیانت داری کے ذریعے معاشرے کو بھی ترقی کی راہ پر ڈالا جا سکتا ہے اور یہی باتیں خانگی معیشت کے اندر پائیدار استحکام لے کر آتی ہیں۔

[10] السهيلى، عبد الرحمن بن عبد الله بن احمد، الروض الانف فى شرح السيرة النبوية لابن بشام، دار الكتب العلميه، بيروت، ج: 1، ص: 120۔

تجارت سے کسی بھی خاندان کو معیشت میں ترقی دی جاسکتی ہے اور تجارت ہی ایک ایسا عمل ہے جس کسی بھی خاندان کو معاشی طور پر مضبوط کیا سکتاہے،اس لئے کہ تجارت کسی بھی معاشرے میں خاندانی معیشت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے،اور تجارت سے کسی خاندان کے کاروبار میں ہی صرف ترقی نہیں ہوتی بلکہ اس سے خود مختاری کو فروغ بھی ملتاہے، گویہ تجارت ایک عمل ہے جس سے خود مختاری کا شعور پیدا ہوتا ہے انسان کسی کا محتاج نہیں رہتا، کسی سے مشکل وقت میں کچھ مانگنا نہیں پڑتا بلکہ خود مختاری ہوتی ہے انسان جب چاہیے جیسے چاہیے اپنی ضروریات زندگی پوری کر سکتاہے اور اپنی ضروریات کے مطابق جہاں چاہے وہ خرچ کر سکتاہے کسی سے سوال نہیں کرنا پڑتا کسی کی محتاجی مول نہیں لینی پڑتی، اس سے معلوم ہوا کہ تجارت ہی ایسا عمل ہے جس کے ذریعے سے ہم اپنے معیار زندگی بہتر سے بہتر بناسکتے ہیں اس لئے نبی رحمت ﷺ نے اپنی زندگی میں تجارت کو پسند فرمایا کہ تجارت سے ایک تو خاندانی معیشت کو ترقی کا فروغ ملتاہے اور دوسری طرف انسان کاروبار سے تجارت سے اپنی زندگی بہتر طریقے سے گزار سکتاہے، آپ ﷺ نے تجارتی کاروبار سے اپنی اور اپنی فیملی کی کفالت فرمائی اور اپنی امت کو بھی یہ سبق و درس دیا کہ تجارت ہی وہ ایسا نیک عمل ہے جس کے ذریعے سے ہم اپنی اور اپنے کو کفالت اور اس کی معشیت کی ترقی کے لئے کام کرسکتے ہیں اور اس میں بہتر کردار ادا کرسکتے ہیں۔

تجارت سے سرمایہ کاری کا وجود پیدا ہوگا اور پھر جب سرمایہ کاری ہوگی تو معیشت میں بہتری آئے گی اور جب معیشت میں بہتری آئے گی تو اس سے معیار زندگی بہتر سے بہتر ہوگی اور جب معیار زندگی بہتر ہوگا تو اس سے خاندانی ساکھ بھی میسر ہوگی اور اس سے خاندان کو بھی فائدہ ہوگا ظاہر ہے جب کسی بھی قبیلے اور معاشرے میں ایک شخص سرمایہ کاری کرے گا تو اس سے پورے خاندان کو مال طور پر فائدہ ہوگا اور پورا معاشرہ ہی کیا پورا خاندان ترقی کرے گا اور کامیابی کی طرف قدم بڑے گا اور معاشی ترقی ہوگی تجارت میں اضافہ ہوگا معیشت کا استحکام وجود میں آئے گا،اور اسی طرح کام بڑ تا ہوا ایک دن پورا خاندان ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا، خاندانی معاشی ترقی کا ایک آسان حل ہے وہ یہ کہ چھوٹی سطح پر چھوٹے کاروبار شروع کیے جائیں اس طرح جب اس میں ترقی ہوگی تو وہی چھوٹے لیول کے کاروبار ایک دن ترقی کرتے کرتے بہت بڑا سرمایہ بن کر سامنے آئیں گے اور اس طرح خاندانی معیشت میں ترقی کی راہ ہموار ہوگی اور ترقی نصیب ہوگی،اس سے کاروبار وسیع ہوگا چھوٹے کاروبار سے بڑا کاروبار ہوگا،اور جتنا بڑا کاروبار ہوگا اس قدر ہی خاندانی معیشت بہتری کی طرف قدم بڑھائے گی اور معیشت کا استحکام وجود میں آئے معیار زندگی بہتر ہوگی، آخر میں یہ کہنا ضروری ہے کہ تجارت چاہے وہ اجتماعی ہو یا انفرادی وہ ہر حال میں خاندانی ترقی کا ذریعہ بنتی ہے چاہیے، آج کے تاجروں کے لیے بھی اس میں سبق ہے کہ وہ اپنا کاروبار پوری محنت اور کوشش سے کرتے رہیں اور کاروباری ترقی نہ ہونے سے پریشان نہ ہوں ایک وقت آتاہے جب انسان ایک چھوٹا سا پودا لگاتا ہے اور وہ ایک دن پورا تنا بن کر سامنے آجاتاہے۔

بنو ہاشم کے تجارتی وقار میں اضافہ

نبی کریم ﷺ کے تجارتی اسفار کے خاندانی اثرات میں ایک نمایاں پہلو قبیلۂ بنو ہاشم کے تجارتی وقار میں ہونے والا غیر معمولی اضافہ ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ معاشی میدان میں ایک ایسا مکمل ضابطہ حیات پیش کرتی ہے جس نے خاندان کی اجتماعی ساکھ کو نئی بلندیوں سے روشناس کروایا۔ اگرچہ بنو ہاشم اپنے آباء واجداد کی بدولت عرب معاشرے میں پہلے ہی ایک ممتاز مقام رکھتے تھے، لیکن حضورِ اکرم ﷺ کی بابرکت آمد اور آپ ﷺ کے بے نظیر معاشی اوصاف نے اس عزت اور مرتبے کو اور زیادہ بڑھا

دیا۔ زمانہ جاہلیت کے اس ماحول میں جہاں تجارت کی بنیاد عموماً دھوکہ دہی، ملاوٹ اور جھوٹی قسموں پر استوار تھی، آپ ﷺ نے سچائی، امانت اور عدل کو اپنا شعار بنا کر یہ ثابت کیا کہ ایک فرد کا اعلیٰ کردار کس طرح پورے قبیلے کے لیے فخر اور اعتماد کا باعث بنتا ہے۔ آپ ﷺ کی دیانت داری نے بنو ہاشم کو ایک قابلِ اعتماد تجارتی مرکز کے طور پر متعارف کروایا جہاں انصاف اور شفافیت کو نفع پر فوقیت دی جاتی تھی، اور اسی اخلاقی برتری کے نتیجے میں دیگر قبائل نے بنو ہاشم کے ساتھ لین دین کو اپنی پہلی ترجیح بنالیا۔

اس پاکیزہ تعلق کے قائم ہونے سے مکہ مکرمہ کے دو نہایت ہی ذی عزت اور نامور گھرانے ایک دوسرے کے بہت زیادہ قریب آ گئے۔ حضور ﷺ کے چچازاد بھائیوں اور خاندان کے دیگر قریبی افراد کے لیے یہ مبارک شادی انتہائی شادمانی اور مسرت کا سبب بنی۔ اس بندھن کی بدولت بنو ہاشم کے معاشرتی روابط کے دائرے کو مزید وسعت ملی اور مکہ کی سرداری میں ان کی خاندانی پوزیشن پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور پائیدار ہو گئی۔[11]

بنو ہاشم کی تجارتی ساکھ میں اس وقت مزید استحکام پیدا ہوا جب آپ ﷺ نے عرب کی معروف تاجرہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تجارتی شراکت داری فرمائی اور اپنی غیر معمولی مہارت و امانت سے انہیں بے حد متاثر کیا۔ اس شراکت نے نہ صرف انفرادی سطح پر آپ ﷺ کے وقار میں اضافہ کیا بلکہ پورے خاندان کی معاشی و سماجی حیثیت کو بھی عالمی تجارتی حلقوں میں معتبر بنا دیا، کیونکہ مکہ کے لوگ جانتے تھے کہ بنو ہاشم کے قافلے صداقت اور دیانت کے امین ہیں۔

سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ اس بابرکت رشتہ ازدواج میں بندھنے کے بعد حضور ﷺ کے خاندانی روابط کو بے پناہ وسعت حاصل ہوئی اور قبیلہ قریش کے بااثر و مقتدر حلقوں کے ساتھ آپ ﷺ کے گہرے رشتہ دارانہ اور خانگی تعلقات قائم ہو گئے۔[12]

آپ ﷺ نے تجارت کے جاہلانہ و ظالمانہ طریقے مٹا کر عدل و انصاف پر مبنی جو نظام تشکیل دیا، اس نے بنو ہاشم کو معاشی استحکام بخشنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں ایک روحانی اور اخلاقی برتری بھی عطا کی۔ الغرض، نبی کریم ﷺ کے تجارتی اسفار نے بنو ہاشم کے تجارتی افق کو وسعت دیتے ہوئے یہ ابدی سبق عام کیا کہ حقیقی کامیابی محض مادی منافع میں نہیں بلکہ ایمانداری اور دیانت کے ذریعے اپنے خاندانی وقار کو برقرار رکھنے میں پوشیدہ ہے۔

کسبِ حلال کے خانگی زندگی پر اثرات

اسلامی نظامِ زندگی میں کسبِ حلال کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ نہ صرف ایک دینی فریضہ ہے بلکہ انسانی بقا اور دنیوی و اخروی کامیابی کا واحد ذریعہ بھی ہے، جس کے اثرات فرد کی انفرادی اور خاندانی زندگی پر نہایت گہرے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ گھرانہ جس میں لقمہ حلال کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور ایسا گھر خوشحالی و اطمینان کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ رزقِ حلال انسان کے ضمیر کو پاکیزگی عطا کرتا ہے اور اسے وہ دلی سکون میسر آتا ہے جو ڈھیروں مادی وسائل کے باوجود حرام کمائی سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب خاندان کا سربراہ دیانت داری سے رزقِ حلال کے لیے تگ و دو کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں گھر کا ماحول خوشگوار رہتا ہے اور باہمی تعلقات میں نرمی، محبت اور حسنِ اخلاق کی فضا عام ہوتی ہے کیونکہ حلال رزق ہی وہ طیب غذا ہے جو انسانی رویوں میں لطافت پیدا کرتی ہے اور تھوڑی آمدنی کے باوجود معاشی تنگی کا احساس ختم کر دیتی ہے۔

---

[11] ضیاء النبی ﷺ، ج:2، ص:104۔

[12] سیرت الرسول، ج:2، ص:241۔

کسبِ حلال کا ایک نہایت اہم اور دور رس اخلاقی اثر اولاد کی تربیت اور ان کے کردار پر مرتب ہوتا ہے، کیونکہ طیب غذا ہی نیک سیرت نسل کی آبیاری میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ جو اولاد رزقِ حلال سے پروان چڑھتی ہے، اس کے اندر سچائی، امانت اور خدمتِ خلق کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور ایسی نسل معاشرے میں ایک تعمیری کردار ادا کرتی ہے، جبکہ حرام کمائی معاشرتی بے چینی اور اولاد کی نافرمانی کا سبب بنتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہاتھ سے کما کر کھانے کو ترجیح دی اور امت کو یہ درس دیا کہ کسبِ حلال ہی دعاؤں کی قبولیت کی بنیادی شرط ہے، کیونکہ جس کی غذا اور لباس حرام ہو اس کی پکار بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت نہیں پاتی۔ سیرت طیبہ کے تناظر میں معلوم ہوتا ہے کہ کسبِ حلال انسان کے خانگی وقار میں اضافہ کرتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے عین عالم شباب میں ہی رزقِ حلال کمانے کے لیے تجارتی دورے فرما کر یہ واضح کر دیا کہ ایک مثالی اور ذمہ دار سربراہِ خاندان کو ہمیشہ جفاکش ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ کی اس محنت اور پاکیزہ آمدنی نے آپ ﷺ کے کنبے کے اندر آپ ﷺ کی شان، مرتبے اور توقیر کو پہلے سے بھی زیادہ نمایاں کر دیا اور خانگی زندگی میں سلیقہ مندی، کفایت شعاری اور عزتِ نفس کے پاکیزہ اوصاف کو فروغ دیا۔[13]

رزقِ حلال کمانے والے کو اللہ کا محبوب قرار دینا اس حقیقت کی دلیل ہے کہ محنت اور جفاکشی کے ذریعے اپنے اہل و عیال کی کفالت کرنا ایک عظیم عبادت ہے جو خانگی زندگی میں برکت، ذہنی سکون اور روحانی بالیدگی کا باعث بنتی ہے۔ الغرض، کسبِ حلال ہی وہ اصل سرمایہ ہے جو خاندانی نظام کو مستحکم اور معاشرے کو اخلاقی انحطاط سے بچا کر فلاح و کامیابی کے راستے پر گامزن کرتا ہے۔

خاندانی ساکھ اور معاشرتی اعتماد کی بحالی

نبی کریم ﷺ کے تجارتی اسفار کے خاندانی اثرات کا ایک کلیدی پہلو خاندانی ساکھ کی پختگی اور معاشرتی اعتماد کی بحالی ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی تجارت ہمیں محض مادی منافع کمانے کا طریقہ نہیں سکھاتی بلکہ یہ بتاتی ہے کہ ایک انسان کس طرح اپنے کردار کے ذریعے اپنے خاندان کے وقار کو بلند کر سکتا ہے آپ ﷺ نے اپنے عملی طرزِ عمل سے یہ سچائی ثابت فرمائی کہ کاروبار صرف مال و اسباب کے لین دین کا نام نہیں ہے بلکہ یہ انسان کے آپسی بھروسے اور ساکھ کو مضبوط کرنے کا ایک نہایت بہترین ذریعہ ہے بنو ہاشم جیسے ذی عزت اور بلند مرتبہ خاندان سے تعلق ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے اپنی ذاتی امانت داری اور راست بازی سے اس خاندانی عزت کو وہ نئی روشنی عطا فرمائی کہ پورے خطہ عرب میں آپ ﷺ کو الصادق اور الامین کے مبارک ناموں سے یاد کیا جانے لگا یہی وہ بے نظیر اعتماد تھا جس نے نہ صرف آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو سب کی نظروں میں معتبر بنایا، بلکہ آپ ﷺ کے پورے خاندان کو ایک اخلاقی سند عطا کر دی جس پر غیر مسلم بھی اندھا اعتماد کرتے ہوئے اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھواتے تھے۔

حضور ﷺ کے ان کاروباری دوروں اور ان کے دوران سامنے آنے والی بے مثل سچائی اور امانت داری نے مکہ کے اس تمدن میں ایک ہلچل پیدا کر دی، جہاں دوسروں کے مادی وسائل پر ناجائز طریقے سے قابض ہونا ایک کمال تصور کیا جاتا تھا۔ اس کا سب سے نمایاں فائدہ یہ ہوا کہ بنو ہاشم کا وہ معاشی دباؤ جس کی وجہ سے ان کا خاندانی اثر و رسوخ کچھ کم ہو گیا تھا، وہ دوبارہ سے بحال ہو گیا اور قبیلہ قریش کے تمام لوگوں میں یہ یقین پختہ ہو گیا کہ اس گھرانے کا یہ چشم و چراغ جہاں حد درجہ امانت دار ہے، وہیں ایک بہترین

[13] کاندھلوی، محمد ادریس، سیرتِ مصطفیٰ، کتب خانہ مظہری، کراچی، س ن، ج:1، ص:121۔

معاشی منتظم بھی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی شخصیت مکہ مکرمہ کے تمام دھڑوں کے لیے ایک متفقہ اور قابلِ بھروسا مرکز بن گئی، جس نے بنو ہاشم کی خاندانی عزت اور توقیر کو بے پناہ بلندیوں سے ہمکنار کر دیا۔[14]

معاشرتی سطح پر ان اثرات کا دائرہ اس قدر وسیع ہوا کہ تجارت کو ایمانداری اور سماجی انصاف کے ساتھ جوڑ دیا گیا، جس نے بکھرے ہوئے عرب معاشرے میں باہمی تعاون کی ایک نئی بنیاد رکھی۔ آپ ﷺ کی تجارتی دیانت نے یہ سبق دیا کہ کاروبار کا مقصد صرف ذاتی مفاد نہیں بلکہ اس کے ذریعے معاشرے میں بھروسہ اور اخلاقی اقدار کو فروغ دینا چاہیے، کیونکہ جب ایک تاجر دیانت دار ہوتا ہے تو اس کا مثبت اثر اس کے خاندان اور پھر پورے معاشرے پر مرتب ہوتا ہے۔ دیانت دارانہ تجارت نے معاشرے سے جھگڑوں اور تنازعات کا خاتمہ کیا اور لین دین میں ایسی شفافیت پیدا کی کہ لوگ ایک دوسرے پر اعتماد کرنے لگے، جو کہ ایک مضبوط اور پرامن معاشرے کی لازمی شرط ہے۔ المختصر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بے داغ کردار سے خاندانی ساکھ کو برقرار رکھتے ہوئے پورے عرب میں معاشرتی اعتماد کو وہ استحکام بخشا جس نے نہ صرف تجارتی نظام کو کامیاب بنایا بلکہ ایک ایسی مثالی تہذیب کی بنیاد رکھی جہاں اخلاق اور امانت ہی اصل سرمایہ قرار پائے۔

نئی نسل کے لیے عملی و اخلاقی نمونہ

حضورِ پاک ﷺ کی مبارک زندگی کا ہر ایک رخ پوری انسانیت کے واسطے ایک روشن راستہ ہے خاص طور پر آپ ﷺ کا معاشی دورِ حیات نئی نسل کے لیے ایک ایسا عملی اور اخلاقی درس مہیا کرتا ہے جو دنیاوی کامیابی اور باطنی پاکیزگی کا بہترین ملاپ ہے موجودہ زمانے میں جبکہ صرف دنیاوی فائدے اور زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کو ہی کامرانی کی واحد نشانی مان لیا گیا ہے وہاں آپ ﷺ کے پاکیزہ اطوار ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ کاروبار صرف مال و دولت جمع کرنے کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جس کو ایمانداری سچائی اور عدل کے ساتھ پورا کرنا لازم ہے آپ ﷺ نے اپنے طور طریقوں سے یہ بات سچ ثابت کر دکھائی کہ ایک جوان بندہ اگر راست بازی اور اچھے برتاؤ کو اپنی عادت بنالے تو وہ نہ صرف مالی میدان میں عروج پا سکتا ہے بلکہ عوام کے دلوں میں بھی اپنی مستقل جگہ بنا سکتا ہے الصادق اور الامین کے مبارک خطابات حقیقت میں اس سچائی کی گواہی ہیں کہ جوانوں کے لیے اصل دولت ان کا اونچا کردار اور سچائی ہے جو کسی بھی طاقتور تمدن اور پائیدار گھریلو نظام کی بنیاد ہیں۔

رسولِ اکرم ﷺ کا کاروباری دورِ حیات اس قیمتی اصول پر کھڑا ہے کہ خریدار کے حقوق کا خیال رکھنا پیمانے میں برابری کرنا اور مال کی خرابی کو بالکل نہ چھپانا ہی الٰہی برکت کی وجہ بنتا ہے آپ ﷺ نے سوداگروں کو یہ مژدہ سنایا کہ عدل و انصاف کے ساتھ تجارت کرنے والا حشر کے روز شہیدوں اور سچوں کے ہمراہ کھڑا کیا جائے گا جو کہ آج کے نوجوانوں کے لیے ایک بہت بڑا حوصلہ ہے کہ وہ عارضی فائدے کو چھوڑ کر ہمیشہ رہنے والی کامیابی کو اپنا مقصد بنائیں۔

سرورِ کائنات ﷺ کے یہ کاروباری سفر صرف ایک مالی بھاگ دوڑ کا نام نہیں تھے بلکہ یہ اس وقت کے جوانوں اور بعد میں آنے والی تمام نسلوں کے لیے زندگی گزارنے کا ایک مکمل قانون اور طریقہ کار ہیں آپ ﷺ نے اپنی جوانی کے دنوں میں کٹھن محنت لگن

---

[14] ضیاء النبی ﷺ، ج:2، ص:105۔

اور سچائی کی جو بلند مثالیں قائم فرمائیں انہوں نے یہ بات ثابت کر دی کہ ایک کامیاب عملی حیات پانے کے لیے عمدہ کردار اور پاکیزہ عادتیں سب سے پہلی شرط ہیں۔

حضور ﷺ کے عہدِ جوانی کے یہ کاروباری دورے آنے والی نسلوں کو یہ واضح درس دیتے ہیں کہ پاکیزہ روزی کے لیے جدوجہد کرنا اور اپنے عملی سفر کا آغاز سچائی اور امانت داری پر کرنا ہی حقیقی کامرانی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل سے یہ بات سچ ثابت کر دکھائی کہ ایک نوجوان اپنی اخلاقی پاکدامنی کو قائم رکھتے ہوئے بھی دنیاوی زندگی میں عزت اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ پاکیزہ اسلوبِ زندگی قیامت تک کے نوجوانوں کے لیے ایک ایسا بہترین اخلاقی ماڈل ہے جو انہیں غلط راستوں پر بھٹکنے سے روک کر جفاکشی، غیرت مندی اور بلند انسانی صفات کی طرف مائل کرتا ہے۔[15]

خلاصۃ البحث

حضور ﷺ کے عہدِ شباب کے تجارتی اسفار اور معاشی سرگرمیاں محض مادی نفع کمانے کا ذریعہ نہیں تھیں، بلکہ ان کے گہرے سماجی، خانگی اور تمدنی اثرات مرتب ہوئے۔ انھی اسفار کی بدولت آپ ﷺ کی بے مثل دیانت اور امانت داری معاشرے کے سامنے آئی، جو سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ ایک خوشگوار اور بابرکت ازدواجی زندگی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اس مبارک رشتے نے نہ صرف بنوہاشم کے خاندانی وقار اور سماجی روابط کو نئی وسعتیں دیں بلکہ مکہ مکرمہ کے قبائل میں آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو ایک متفقہ مرکزِ اعتماد بنا دیا۔ شریعتِ مطہرہ کا یہ ابدی اصول کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ عطا فرمائیں اسے دل و جان سے قبول کر لو اور جس چیز سے منع فرما دیں اس سے فوراً باز آ جاؤ، انسانی زندگی کے لیے ایک ایسا کامل اور جامع ضابطہ ہے جس پر کاربند ہو کر ہی ایک مطمئن، پُرسکون اور مثالی خانگی تمدن قائم کیا جا سکتا ہے۔

اگر موجودہ دور کی نئی نسل اپنے کاروباری معاملات، تجارتی لین دین اور معاشی سرگرمیوں میں اسوۂ حسنہ اور نبوی تعلیمات کو عملی طور پر نافذ کر لے، تو نہ صرف ان کے رزق اور کاروبار میں بے پناہ برکت اور وسعت پیدا ہوگی بلکہ وہ اس پُرفتن اور مادی دوڑ کے زمانے میں اپنی عزت، خودداری اور اخلاقی وقار کو قائم رکھتے ہوئے ایک پرامن معاشرے کی بنیاد رکھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ الغرض، سیرتِ طیبہ اور تعلیماتِ نبوی ﷺ کی سچی پیروی ہی وہ واحد اور روشن راستہ ہے جو نئی نسل کو معاشی آسودگی، خانگی خوشحالی اور اعلیٰ انسانی و اخلاقی سربلندی کی پکی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

References

Ibn Khaldun, ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad. Muqaddimah Ibn Khaldūn. Translated by Mawlānā Rāghib Raḥmānī. Karachi: Nafīs Akādēmī, 2003.

Ibn Saʿd, Muḥammad ibn Saʿd. Ṭabaqāt Ibn Saʿd. Translated by ʿAllāmah ʿAbd Allāh al-ʿImādī. Karachi: Nafīs Akādēmī, 1971.

Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik ibn Hishām. al-Sīrah al-Nabawiyyah. Cairo: Maktabah Dār al-Turāth, 1995.

[15] سیرت الرسول، ج:2، ص:258۔

al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl ibn Ibrāhīm al-Juʿfī. al-Jāmiʿ al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umūr Rasūl Allāh ﷺ wa Sunanihi wa Ayyāmihi. Edited by Muḥammad Zuhayr ibn Nāṣir al-Nāṣir. Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH.

al-Azharī, Pīr Muḥammad Karam Shāh. Ḍiyāʾ al-Nabī ﷺ. Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 2021.

al-Suhaylī, ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAbd Allāh ibn Aḥmad. al-Rawḍ al-Anif fī Sharḥ al-Sīrah al-Nabawiyyah li-Ibn Hishām. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, n.d.

al-Qādirī, Muḥammad Ṭāhir. Sīrat al-Rasūl ﷺ. Lahore: Minhāj al-Qurʾān Publications, n.d.

Ghāzī, Maḥmūd Aḥmad. Muḥāḍarāt-i Sīrat. Lahore: al-Fayṣal Nāshirān wa Tājirān-i Kutub, n.d.

Kāndhalwī, Muḥammad Idrīs. Sīrat-i Muṣṭafā ﷺ. Karachi: Kutub Khānah Maẓharī, n.d.

Mubārakpūrī, Ṣafī al-Raḥmān. al-Raḥīq al-Makhtūm. Lahore: Dār al-Salām, 2011.